مولانا محمد تقی امینی

سورۃ البقرۃ: آیات ۲۴۳ تا ۲۵۲

قوموں کی موت وحیات کے بعض اہم مسائل

اوپر شادی بیاہ (معاشرتی زندگی) سے متعلق بعض اہم احکام بیان ہوئے تھے، اب قوموں کی موت وحیات سے متعلق بعض اہم مسائل بیان کیے جا رہے ہیں۔ ثبوت میں تاریخی شہادتیں پیش کی گئی ہیں جن میں قوموں کی موت وحیات سے متعلق بڑی گہری حقیقتوں کی نشان دہی کی گئی ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا
مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۠ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ
مُوْتُوْا ۠ ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ مَنْ ذَا الَّذِيْ
يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا
كَثِيْرَةً ۭ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

"کیا آپ نے ان کی حالت پر غور نہیں کیا جو ہزاروں کی تعداد میں موت کے ڈر سے، اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے۔ اللہ نے ان سے فرمایا: "تم مر جاؤ" پھر اللہ نے ان کو زندہ کر دیا۔ بے شک اللہ لوگوں پر فضل والا ہے، لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے ہیں[۱]۔ اور اللہ کی راہ میں لڑو (موت سے نہ ڈرو) اور جان لو کہ بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے[۲]۔ کون شخص ہے جو اللہ (سے معاملہ کرے اور اس) کو اچھا قرض دے، پھر اللہ اس کو کئی گنا بڑھا دے۔ اور اللہ ہی تنگی کرتا ہے اور کشادگی کرتا ہے۔ اور تم سب اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے"[۳]

۱ـ آیت میں بنی اسرائیل کا واقعہ ہے۔ جیسا کہ اگلی آیتوں "الم تر الی الملأ" الخ میں بنی اسرائیل کا واقعہ ہے۔ یہ دو مختلف حالات کو بیان کیا گیا ہے۔ ایک میں خوف و ذلّت کی موت کا ذکر ہے اور دوسری میں موت سے زندگی کی طرف آنے کا ذکر ہے۔ درمیان میں اس کے اصول بیان کر دیئے گئے ہیں۔ آیت میں اس وقت کی حالت کا ذکر ہے جب فلسطینیوں سے جہاد اور ان سے مقابلہ کرنے کے بجائے بنی اسرائیل گھربار چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ پھر ان پر خوف و ذلّت کی ایسی موت طاری ہوئی کہ عرصہ تک اس سے نکلنے کی نوبت نہ آئی۔ حضرت شموئیل علیہ السّلام کی جدّوجہد سے خوف و ذلّت کی موت سے نکلے اور ایمانی و اخلاقی زندگی کی طرف آئے، جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ بتانا یہ ہے کہ جو قوم موت سے ڈرتی ہے اور جان و مال کو قربان نہیں کرتی ہے وہ عزّت و سربلندی کی زندگی نہیں حاصل کر سکتی ہے۔ موت اللہ کے اختیار میں ہے، بھاگنے سے نجات نہیں ملتی ہے۔

۲ـ موت سے زندگی کی طرف آنے کے لیے جنگ و قتال کی بھی نوبت آئے گی۔ اس میں موت سے نڈر ہو کر بھرپور حصّہ لو۔ مقصد حق کی سربلندی اور اللہ کی بات کو غالب کرنا ہو، ذاتی اغراض و خواہشات پوری کرنا یا ذاتی وقار و اقتدار حاصل کرنا نہ ہو۔

۳ـ موت سے زندگی کی طرف آنے کے لیے مال کی محبّت دل سے نکالنی ہوگی۔ جان کی قربانی کے ساتھ مال کی قربانی لازمی ہے۔ یہ چونکہ خالص اللہ کے لیے ہوگی، اس لیے اس کا اجر و انعام بھی اللہ کی نسبت سے کئی گنا ہوگا۔ "قرضِ حسن" اس کو کہتے ہیں جو خالص اللہ کے لیے ہو اور جس کی ادائگی ضروری ہو۔

قوموں کو عزّت و اقتدار کی زندگی حاصل کرنے کے سلسلہ میں جان و مال کی قربانی نہ دینے سے ذلّت و خواری کی کیسی موت آتی ہے، اس کا اندازہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اس حدیث سے بھی ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

"ایک ایسا دَور آئے گا کہ دنیا کی دوسری قومیں مسلمانوں پر ایسے ہی لوٹ پڑیں گی جیسے کھانے کے برتن میں "تر نوالہ" کے لیے بھوکوں کے ہاتھ پڑتے ہیں۔ صحابہ کرام رضؓ نے سوال کیا: اے اللہ کے رسولؐ کیا ہم لوگ اس وقت تعداد میں تھوڑے ہوں گے ؟

آپؐ نے فرمایا: نہیں، بلکہ تم لوگ زیادہ ہوگے لیکن "جھاگ" کی طرح بے وزن ہو جاؤگے۔ صحابہؓ نے پوچھا: ہماری یہ حالت کیوں کر ہو جائے گی؟ آپؐ نے فرمایا: تم میں ایک بیماری پیدا ہو جائے گی جس کا نام "وھن" ہے۔ سوال کیا گیا "وما الوھن"۔ وہن کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: حبّ الدّنیا وکراھیۃ الموت
(مشکوٰۃ باب تغیّر الناس) دنیا کی محبّت اور موت سے ناگواری!"

یعنی مال و دولت کی محبت سے ہمّت و قربانی کے کام نہ ہو پائیں گے اور موت کی ناگواری سے حق کی راہ میں جان کی بازی نہ لگ سکے گی۔ جس قوم میں یہ دونوں برائیاں پیدا ہو جائیں وہ ذلّت و خوف کی موت مر جاتی ہے اور پھر وہ ہر ایک کی "لقمۂ تر" بنتی رہتی ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰی
اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ
قَالَ هَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَمَا لَنَآ
اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَاَبْنَآىِٕنَا ؕ فَلَمَّا
كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝۲۴۶
وَقَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ قَالُوْٓا
اَنّٰی یَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَیْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ
یُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَیْكُمْ وَزَادَهٗ
بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ؕ وَاللّٰهُ یُؤْتِیْ مُلْكَهٗ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ
وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝۲۴۷ وَقَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اٰیَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ التَّابُوْتُ
فِیْهِ سَكِیْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰی وَاٰلُ هٰرُوْنَ
تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝۲۴۸
فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِیْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ
شَرِبَ مِنْهُ فَلَیْسَ مِنِّیْ ۚ وَمَنْ لَّمْ یَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّیْۤ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ

غُرْفَةً بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۚ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ۚ قَالَ
الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً
كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٢٤٩﴾ وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَ
جُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا
عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٥٠﴾ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۙ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ
وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ
بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢٥١﴾
تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۗ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٢٥٢﴾

"کیا آپ نے موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے سرداروں کی حالت پر غور نہیں کیا، جب انہوں نے اپنے نبیؑ سے کہا کہ ہمارے لیے ایک حکمران مقرر کر دیجیے، تاکہ ہم اللہ کی راہ میں جنگ کریں۔ نبیؑ نے کہا کہ تم سے کچھ بعید نہیں ہے کہ اگر تمہیں جنگ کا حکم ہو تو تم جنگ نہ کرو۔ انہوں نے کہا کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ جبکہ ہم اپنے گھروں سے نکالے گئے اور اپنی اولاد سے جدا کیے گئے۔ پھر جب انہیں جنگ کا حکم ہوا تو چند آدمیوں کے علاوہ سب نے پیٹھ دکھا دی۔ اور اللہ فریبیوں کو خوب جانتا ہے[۴] اور ان کے نبیؑ نے ان سے کہا کہ بیشک اللہ نے طالوت کو تمہارا حکمران مقرر کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس کی حکمرانی ہم پر کیوں کر ہوگی، اس سے زیادہ تو ہم سلطنت کے مستحق ہیں اور مال میں بھی اس کو کشادگی نہیں دی گئی ہے۔ نبیؑ نے کہا کہ بلاشبہ اللہ نے اس کو تم میں سے منتخب کیا ہے اور اس کو علم میں اور جسمانی طاقت میں زیادتی عطا کی ہے اور اللہ اپنے ملک (کی حکمرانی) جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے، وہ وسعت والا اور جاننے والا ہے[۵] اور بنی اسرائیل سے ان کے نبیؑ نے کہا کہ طالوت کی حکمرانی کی یہ نشانی ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق واپس آئے گا جس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے اطمینان و سکون ہے اور وہ باقی چیزیں بھی ہیں جن کو موسیٰؑ و ہارونؑ کے گھرانے کے لوگ چھوڑ گئے تھے۔ اس صندوق کو فرشتے اٹھا کر لائیں،

گے۔ بلاشبہ اس میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان والے ہو۔ پھر (کچھ دنوں کے بعد) جب طالوت فوجیں لے کر نکلے تو کہا کہ اللہ ضرور ایک "نہر" سے تمہاری آزمائش کرے گا۔ جس نے اس نہر کا پانی پیا وہ میرا نہیں ہے اور جس نے اس کا پانی نہیں چکھا وہ یقیناً میرا ہے۔ البتہ کوئی اپنے ہاتھ سے ایک "چلو" بھر لے تو وہ معاف ہے۔ ان میں سے سوائے چند آدمیوں کے سب نے اس کا پانی پی لیا (اس طرح صبر و اطاعت میں ناکام رہے)۔ پھر جب طالوت اور جو اس کے ساتھ (لشکر) تھے نہر سے پار ہوئے تو کہنے لگے کہ ہمیں جالوت اور اس کے لشکر سے جنگ کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ البتہ جن لوگوں کو یقین تھا کہ انہیں اللہ سے ملنا ہے (انہوں نے ہمت نہیں ہاری) وہ کہنے لگے کہ بہت سی چھوٹی جماعتیں بڑی جماعتوں پر اللہ کے حکم سے غالب ہوتی رہی ہیں اور اللہ صبر و برداشت والوں کے ساتھ ہے۔ اور جب جالوت اور اس کی فوجوں سے مقابلہ ہوا تو انہوں نے دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں میں صبر ڈال دیجئے اور ہمارے پاؤں جمائے رکھیئے اور اس کافر قوم کے مقابلہ میں ہماری مدد کیجئے۔ پھر اللہ کے حکم سے ان لوگوں نے جالوت کے لشکر کو شکست دی اور داؤدؑ نے جالوت کو مار ڈالا۔ اور داؤد کو اللہ نے حکمت (نبوت) اور سلطنت سے نوازا اور اللہ نے جو چاہا وہ اس کو سکھایا۔ اگر اللہ ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے ذریعہ دفع نہ کرتا رہتا تو دنیا فساد سے بھر جاتی۔ لیکن اللہ دنیا والوں پر بڑا فضل والا ہے۔ یہ اللہ کی آیتیں ہیں جن کو ہم ٹھیک ٹھیک آپ کو سناتے ہیں اور بیشک آپ ہمارے رسولوں میں ہیں۔

؎ یہ قوم کی اس حالت کا ذکر ہے جب وہ خوف و ذلت کی موت سے نکل کر زندگی کی طرف آتی ہے اور عزت و اقتدار حاصل کرنے کی اس کو فکر ہوتی ہے۔ قوم میں زندگی کے آثار نمایاں ہونے کے باوجود صبر و برداشت اور اطاعت و فرمانبرداری کی صفتیں بڑی دیر میں اور مشکل سے پیدا ہوتی ہیں جن کے بغیر کسی چھوٹی بڑی مہم میں کامیابی نہیں ہوتی ہے۔ بنی اسرائیل سے حضرت شموئیل علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ جہاد کا حکم آنے کے بعد" کچھ بعید نہیں کہ تم بیٹھ دکھا دو" انہی دونوں کی کمی

وجہ سے تھا۔ چنانچہ صبر کی آزمائش نہر کے پانی سے کی گئی اور اطاعت کی آزمائش حکمران کے تقرر میں ہوئی۔ آزمائش میں ان دونوں صفتوں کی کمی نظر آئی۔

ھ حکمرانی کی صلاحیت کے لیے علم اور طاقت کی ضرورت ہے جو طالوت میں موجود ہیں۔ مال و دولت اور نسل خاندان سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ پھر یہ انتخاب اللہ کی طرف سے ہوا ہے۔ اس کا کوئی کام دیکھے بھالے بغیر نہیں ہوتا ہے۔ اس کے پوشیدہ قوانین جن تک ہماری رسائی نہیں ہوتی ہے ان کو وہ اپنے فضل اور اپنی مشیت کا نام دیتا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ اس کے کام اور فیصلے تاریکی میں ہوں۔

لہ بنی اسرائیل کے یہاں ایک صندوق تھا جس میں تورات اور خاندانِ نبوت کے تبرکات محفوظ تھے۔ وہ اس کو بڑی عزت و احترام سے دیکھتے تھے، اس سے اطمینان و سکون حاصل کرتے تھے، اور ہر مہم میں اس کو آگے رکھتے تھے۔ "فلسطینی" حملہ کے وقت اس کو اٹھالے گئے تھے۔ اس وقت سے بنی اسرائیل محرومی و مایوسی کا شکار تھے۔ ادھر فلسطینی بھی اس کو لے جانے کے بعد مصائب و مشکلات سے دوچار ہو گئے تھے۔ بالآخر نجومیوں کے مشورے سے انہوں نے فیصلہ کیا کہ گاڑی میں رکھ کر گاڑی کو اس سمت میں ہانک دیا جائے، جس میں بنی اسرائیل کی بستیاں ہیں۔ چنانچہ گاڑی کسی محافظ و گاڑی بان کے بغیر اپنے ٹھکانے پر پہنچ گئی۔ اس طرح بحفاظت تمام ٹھکانے پر پہنچ جانا غیبی مدد کے بغیر نہیں ہو سکتا ہے۔ اسی غیبی مدد کو آیت میں کہا گیا ہے کہ فرشتے اس کو اٹھا کر لائیں گے۔ اسی طرح اس قسم کی غیبی مدد عام حالت میں نہیں ہوتی بلکہ خاص حالت میں ہوتی ہے۔ اس بنا پر غیبی مدد کو حکمرانی کے لیے طالوت کے صحیح انتخاب کی نشانی قرار دیا گیا ہے کہ پہلے یہ نشانی نہیں ظاہر ہوئی انتخاب کے بعد ظاہر ہوئی۔

ے صبر و برداشت اور اطاعت و فرمانبرداری کی آزمائش میں کامیاب ہونے والے اگرچہ تھوڑے تھے لیکن بڑے مضبوط تھے۔ انہوں نے جہاد کیا اور فتح حاصل کی۔

اس موقع پر انہوں نے دو نہایت اہم باتیں کہی ہیں:

(۱) فتح و شکست کا مدار فوج کی کثرت پر نہیں ہوتا بلکہ دل میں ایمان و اخلاق کی طاقت پر ہوتا ہے
كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ۔

(۲) اللہ کی مدد ان لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے جو جھیل جانے والے (صابر) ہیں۔ آزمائش میں ناکام ہونے والوں کے ساتھ نہیں ہوتی ہے۔ وَاللّٰہُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝

شہ یہ اللہ کا قانون بیان ہُوا ہے کہ جب کوئی گروہ ظلم و فساد میں آگے بڑھ جاتا ہے تو اللہ دوسرے گروہ کے ذریعہ اس کو میدان سے ہٹاتا رہتا ہے۔ اگر ایسا نہ کرتا تو دنیا سے امن و امان ختم ہو جاتا اور زمین خونریزی و غارتگری سے بھر جاتی۔ اس لحاظ سے جنگ جہاد کی اجازت بھی دنیا والوں پر اللہ کا فضل ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ دنیا انسانوں کے رہنے کے قابل ہے۔

طالبانِ علمِ دین کے لیے ایک وقیع تحفہ!

امام حمید الدین فراہیؒ کی دو معرکۃ الآرا تصانیف :

(۱) اقسام القرآن

(عمدہ دبیز کاغذ، بڑے سائز ($\frac{22\times29}{8}$) کے ۶۴ صفحات)

(۲) ذبیح کون ہے؟

(عمدہ دبیز کاغذ، بڑے سائز کے ۸۸ صفحات)

ہمارے مکتبے میں محدود تعداد میں دستیاب ہیں۔

اِن موضوعات سے دلچسپی رکھنے والے علم دوست حضرات

دونوں رسائل **بلا قیمت**، صرف ڈاک خرچ بھیج کر

ہمارے ادارے سے حاصل کر سکتے ہیں

(نوٹ: بذریعہ بک پوسٹ رسائل منگوانے پر -/۳ روپے اور رجسٹرڈ بک پوسٹ کی صورت میں -/۹ روپے کے ڈاک ٹکٹ روانہ کیجیے۔)

ملنے کا پتہ: مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن، ۳۶۔کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔ ۵۴۷۰۰